# اتحاد کی اہمیت اور تفرقہ کے نقصانات

## (قرآن وسنت کی روشنی میں)

غلام محمد *
ghulammuhammadphd@gmail.com

**کلیدی کلمات**: اتحاد، تفرقہ، نقصانات، اللہ کی رسی، اتحاد بین المسلمین۔

## خلاصہ

قرآن و سنت میں مسلمانوں کو اتحاد کا حکم دیاگیا ہے اور تفرقے سے دور رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اتحاد بین المسلمین کا مفہوم مسلم قوموں کا باہمی تعاون، آپس میں ٹکراؤ و تنازعے سے گریز اور عالم اسلام کے مسائل کے سلسلے میں ایک ساتھ حرکت کرنا، اپنے سرمایہ دولت کو ایک دوسرے کے خلاف استعمال نہ کرنا اور دشمن کے مقابلے میں آپس میں ہم خیالی اور ہمدلی برقرار رکھنا ہے۔

قرآن کریم میں مسلمانوں کی وحدت کا راز "حبل اللہ" یا اللہ کی رسی کو تھامے رکھنا کو قرار دیا گیا ہے۔ اور اللہ کی رسی سے مراد، قرآن کریم لی گئی ہے۔ گویا قرآن کریم مسلمانوں کے درمیان نقطہ اشتراک ہے اور قرآنی مسلمات کو بنیاد بنا کر مسلم امت آپس میں اتحاد و اتفاق سے زندگی گزار سکتی ہے۔ یہی وہ رشتہ ہے جس سے منسلک ہو کر مسلمانوں انتشار سے بچ سکتے ہیں۔ اگر مسلمانوں میں اتحاد ہو تو اللہ کا ہاتھ جماعت اور متحد لوگوں کے سروں پر ہوتا ہے۔ زیر نظر مقالہ میں اتحاد بین المسلمین کے مختلف گوشوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

---

*۔ ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

قرآن کریم کی متعدد آیات اور رسول اکرم کی احادیث میں مسلمانوں کو متحد رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور انہیں اختلافات و تفرقے سے دور رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: "تم سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور پراکندہ نہ ہو۔" (1) اس آیتِ کریمہ میں اللہ کی رسی کو مل کر مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ خطاب کسی فرد واحد سے نہیں، بلکہ ساری امت سے ہے۔ لہٰذا اتحاد بین المسلمین مسلمانوں کا اجتماعی فریضہ ہے۔

**اتحاد کا مفہوم:**

**الف: لغوی مفہوم**: لفظ اتحاد باب افتعال کا مصدر ہے۔"اِتَّحَدَ الشَّيْئَان" یعنی دو چیزوں کا ایک ہونا۔اِتَّحَدَ الشیئُ بالشیئِ ایک چیز کا دوسری چیز سے ملنا اور جڑنا، اتحد القوم، لوگوں کا متفق ہونا۔ (2) نیز اتحاد، اتحد کا مصدر ہے، جس کے معنی ایک ہونا، ایک ہی جیسا، یکدلی، یک جہتی، موافقت، ہے۔ (3) صاحب فرہنگ معینؒ، وحدت اور اتحاد کی تعریف میں فرماتے ہیں: لغت میں وحدت کے معنی ایک ہونا، ایک رہنا، ایک مقصد و مذہب میں ایک گروہ کا اشتراک، مجموعی مقاصد و آمال میں تمام افراد قوم کا اشتراک۔ (4) اہل لغت حضرات اتحاد کے بارے میں لکھتے ہیں۔ "والاتحاد صیرورة الشئین شیئاً واحداً من غیر زیادة و لانقصان" یعنی: اتحاد یہ ہے کہ چند چیزیں اپنی ذاتی خصوصیات کو محفوظ رکھتے ہوئے (بغیر کمی و زیادتی کے) آپس میں ایک ہو جائیں۔ (5)

**ب۔اصطلاحی مفہوم:**

اصطلاح میں اتحاد کا معنی ہے کہ چند چیزیں اپنی ذات خاصیت کو محفوظ رکھتے ہوئے آپس میں ایک ہو جائیں۔ (6) علامہ حلی اتحاد کے معنی اصطلاحی کو یوں بیان فرماتے ہیں: "اختلاف سے پرہیز اور مشترکات مذاہب کو لینا اور دشمنان اسلام کے مقابلے میں اکٹھا ہونا۔"

آپ اتحاد کی دو صورتیں بیان فرماتے ہیں:

ا) **حقیقی اتحاد**: دو چیزوں کا ایک میں تبدیل ہونا۔ (اگرچہ دو چیزوں کے درمیان ایسا اتحاد عالم خارج میں محال ہے) ۲) **مجازی اتحاد**: اس کی ایک صورت یہ ہے کہ ایک شئی، دوسری شیئ میں ضم ہو جائے؛ جیسے پانی، مٹی

کی ملاوٹ سے کیچڑ بنتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ بغیر ملائے ایک شئی کا دوسری شئی کی صورت اختیار کرنا، جیسے آگ، پانی کو بھاپ میں تبدیل کر دیتی ہے۔ (7)
صاحبِ المعجم الوسیط فرماتے ہیں کہ وحدت ملت، امت، شہریوں اور ملکی لوگوں کا آپس میں اجتماعی صورت میں مربوط ہونا۔ (8) لفظ اتحاد وحدت دو یا دو سے زیادہ چیزوں کا ایک (یکجا) ہونے میں استعمال ہوتا ہے۔ (9) اصطلاح میں اتحاد کی تعریف لغوی معانی (یگانگت، باہمی موافقت، اتفاق، میل جول) کو پیش نظر رکھتے ہوئے یوں بیان کی جا سکتی ہے کہ آپس کے مفاد اور اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے ہمدل و متحد اور ایک ہونا۔ (10) پس اتحاد و وحدت کے مفہوم لغوی و اصطلاحی کو غور سے مطالعہ کر لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد مسلم قوموں کا باہمی تعاون، آپس میں ٹکراؤ و تنازعے سے گریز، ایک دوسرے پر ظالمانہ انداز میں تسلط قائم کرنے سے گریز کرنا ہے۔ نیز عالم اسلام کے متعلق مسائل کے سلسلے میں ایک ساتھ حرکت کرنا، اپنے سرمایہ دولت کو ایک دوسرے کے خلاف استعمال نہ کرنا اور دشمن کے مقابلے میں آپس میں ہم خیالی اور ہمدلی برقرار رکھنا اتحاد بین المسلمین ہے۔

**اتحاد بین المسلمین:**

روز ازل سے اللہ نے انسان کی ہدایت اور رہنمائی کا انتظام کیا اور اس امر میں اتنی جدیت اور دقت سے کام لیا گیا ہے کہ حتیٰ قبل اس کے کہ انسان کو زیور وجود سے آراستہ کیا جائے اور انہیں زمین میں بسایا جائے ان کی ہدایت کا انتظام کیا اور حضرت آدمؑ کو پہلا انسان اور اولین خلیفہ (اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (11)) اور ہادی بنا کر بھیجا تا کہ انسان ایک لمحہ کے لئے بھی بغیر رہنماء کے زندگی نہ گزارے اور سرگرداں اور متحیر نہ رہے اور جیسے جیسے انسان کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا، بستیاں بستی رہیں اور شہر آباد ہوتے گئے۔ بیابان آبادیوں میں تبدیل ہوتے رہے، ہدایت کے انتظامات بھی وسیع ہوتے رہے اور انبیاء و مرسلین، کتابوں اور صحیفوں کا سلسلہ بھی آگے بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک ہی وقت میں چند انبیاء مختلف جگہوں پر سلسلہ ہدایت کو آگے بڑھانے کے لئے بھیجے گئے تا کہ تشنہ ہدایت انسانیت سیراب ہوسکے اور ان کی سیرت پر عمل کرکے دنیا و آخرت کی سعادتیں حاصل کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ روئے زمین پر ایک مکلّف مخلوق امتحان و آزمائش کے لئے بھیجی جائے تا کہ یہ دیکھا جاسکے کہ "احسن عملاً" کا امتیازی نشان کون حاصل کرتا ہے۔

پھر حکمت و رحمت الٰہی کا تقاضا یہ ہوا کہ اس مخلوق کے بسنے سے پہلے اس کی ہدایت و رہنمائی کا انتظام ہو جائے۔خداوند متعال نے اس سلسلہ ہدایت کو بلندی و کمال تک پہنچانے کے لئے اپنے حبیب حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور حکم دیا کہ: ''وَ مَاآتَاکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوْہُ وَمَانَھَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (12)'' یعنی: "جو تمہیں رسول دے دیں وہ لے لو اور جس سے روک دیں، اس سے رک جاؤ!" چنانچہ ان کے لائے ہوئے دین اور شریعت کی تکمیل کے بعد حکم دیا کہ: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا یعنی: "اے ایمان والو! اللہ سے اس طرح ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔ سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور تفرقہ میں نہ پڑو اور اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے۔ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دل جوڑ دیئے اور اس کے فضل و کرم سے تم بھائی بھائی بن گئے۔" (13)

اس آیت کریمہ میں قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے بیک وقت چار چیزوں کا حکم دیا ہے۔ تقویٰ الٰہی اختیار کرنا، حالت اسلام اور تسلیم کی زندگی گزارنا، حبل اللہ سے تمسک اور تفرقہ سے بچنا، ایک معاشرے میں زندگی گزارنے کے لئے یہ چار سنہرے اصول ہیں۔ آیت کریمہ میں ''وَاعْتَصِمُوْا'' فعل امر جمع کا صیغہ ہے۔ باب افتعال سے، اعتصام مصدر ہے۔ یعنی اتحاد اور اعتصام دونوں کا تعلق باب افتعال سے ہے۔ حبل اللہ کو تھامنے کی صورت میں اتحاد ہوگا اور واعتصموا فعل امر وجوب پر دلالت کرتا ہے جس طرح وَلَا تَفَرَّقُوْا فعل نہی ہے اور حرمت پر دلالت کرتا ہے۔ پس اتحاد بین المسلمین واجب ہے، تفرقہ واختلاف حرام ہے۔

## حبل اللہ سے مراد:

ابو سعید الخذری نے رسول اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حبل اللہ سے مراد کتاب اللہ (قرآن) اور ابن مسعود، قتادہ، والسدی و ابن زید نے ''دین اسلام'' مراد لیا ہے اور ابن مسعود نے مزید کہا ہے کہ: ولا تفرقوا یعنی ولا تتفرقوا عن دین اللہ الذی امر فیہ بلزوم الجماعۃ والائتلاف علی الطاعۃ (14)

صاحب مجمع البیان نے حبل اللہ کے بارے میں تین اقوال تحریر کیے ہیں: ۱۔ابی سعید الخذری، عبداللہ و قتادۃ، والسدی نے روایت کی ہے کہ حبل اللہ سے مراد القرآن ہے، ۲۔ابن عباس، ابی زید کے نزدیک دین اللہ الاسلام

اور ابان بن تغلب نے جعفر ابن محمد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: نحن حبل الله (15) یعنی: "ہم اللہ کی رسی ہیں۔" بعض مفسرین اللہ کی رسی سے مراد خدا کی آیات اور رسولِ خدا سے تمسک لیتے ہیں کیونکہ قرآن اور رسول خدا کی ہدایت ہی خدا تک پہنچاتی ہے۔

نیز صاحب المیزان بالاعتصام حبل اللہ سے مراد لیتے ہوئے فرماتے ہیں: "هوالكتاب المنزل من عندالله وهويصل ما بين العبد والرب ويربط السماء بالارض وان شئت قلت ان حبل الله هوالقرآن والنبی" حبل اللہ وہ کتاب ہے جسے اللہ نے نازل فرمایااور یہ عبد کا رب سے تعلق قائم کرتا ہے اور اگر چاہو تو کہو بیشک حبل اللہ سے مراد قرآن و نبی ہے۔ (16)۔ صاحب بُردۃُ المدیح کا نظریہ بھی یہی ہے کہ حبل اللہ سے مراد، قرآن و نبی ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں: قَرَّتْ بِهَا عَيْنُ قَارِيهَا فَقُلْتُ لَهُ لَقَدْ ظَفِرتَ بِحَبْلِ اللهِ فَاْعْتَصِمْ (17) قرآن پڑھنے والے کی آنکھوں کو نور اور دل کو سرور ملتا ہے تو میں نے کہا اے قاری تو نے اللہ کی رسی کو پالیا اور اسے مضبوطی سے پکڑے رہے۔ مزید کہتے ہیں: دَعَا اِلَى اللهِ فَالْمُسْتَمْسِكُونَ بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ بِحبْلٍ غَيْرِ مُنْفَصِمٍ (18) یعنی انہوں (رسولؐ) نے لوگوں کو اللہ کی جانب بلایا پس جن لوگوں نے انہیں مضبوط پکڑا انہوں نے ایسی رسی کو مضبوطی سے پکڑا جو ٹوٹنے والی نہیں ہے۔

علی اکبر ہاشمی رفسنجانی اپنی تفسیر راہنما میں فرماتے ہیں کہ "حبل اللہ" (اللہ کی رسی سے مراد) کتاب وسنت ہے جو کہ اہل ایمان کی صفوں کے درمیان اتحاد کا وسیلہ ہے اور مزید فرماتے ہیں کہ سورہ آل عمران آیت ۱۰۳، ۱۰۲ کی شان نزول آیت تفرقہ اور نزاع سے پرہیز کرنا ہے۔ (19) خلاصہ بحث یہ ہے کہ اللہ کی رسی کو تھامنے کے معنی ہیں کہ سب کا اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ نظام پر قائم و دائم رہنا ہے۔ اسی نظام کا نام دین ہے اور اسی نظام کا دستور العمل قرآن ہے اور اسی نظام کے رہبر و عملی نمونہ حضرت محمد ﷺ ہیں۔ پس اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے سے ہی ہم اپنے افکار و عقائد کا بخوبی دفاع کر سکتے ہیں۔

مختلف تفاسیر کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے بہت ساری آیات بالاخص سورہ آل عمران کی آیت ۱۰۳ صریحاً لوگوں کو اتحاد بین المسلمین کی دعوت دے رہی ہے اور ہر طرح کے تفرقہ سے روک رہی ہے۔ قرآن کا دعوت اتحاد دینا یقینا بجا ہے کیونکہ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ تمام اسلامی فرقوں (مسلکوں) کے درمیان بنیادی و اعتقادی قدر مشترک ہیں۔ اسلامی عقائد کا سارا نظام انہیں مشترک

بنیادوں پر استوار ہے۔ مسلمانوں میں سے کوئی بھی نہ تو کسی اور نبی یا رسول کی شریعت کا انکار کرتا ہے اور نہ ہی اسلام کے سوا کسی اور دین کو مانتا ہے۔ سب مسلمان توحید و رسالت، وحی اور کتب سماوی کے نزول، آخرت کے انعقاد، ملائکہ کے وجود، حضور کی خاتمیت، اہلبیت عظام، صحابہ کرام پر ایمان، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، خمس کی فرضیت، قرآن کریم، قبلہ واحد، بنیادی منابع کے طور پر قرآن و سنت نبوی پر اعتقاد، دفاع از اُمت مسلمہ، اسلامی سرزمینوں کا دفاع اور اسلام کی مصلحتوں کو دیگر مصلحتوں پر ترجیح دینا جیسے مسائل مشترک ہیں اور ان کی فرضیت پر سب یکساں ایمان رکھتے ہیں۔

اگر کہیں کوئی اختلاف ہے تو صرف فروعی و جزئی حد تک، پس اس فروعی جزئی اختلاف سے عقائد اسلام کی بنیادوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور جب کوئی اثر بھی نہیں پڑتا تو آخر کیا وجہ ہے کہ ہمارا خدا ایک، رسول ایک، کتاب ایک، کعبہ ایک، حج ایک، جہاد ایک، اس کے علاوہ نکاح بیاہ کے فرائض، جنازے کے متعلقہ مسائل اور بعد دفن نکیر و منکر کی پوچھ گچھ اور اس کے بعد عالم برزخ پھر حشر و نشر یعنی قیامت اور اس کے حساب کتاب، پل صراط، دوزخ جنت سب کو سبھی تسلیم کرتے ہیں۔ مقصد ہمارا سب کچھ ایک ہے مگر فرقہ پرستی کے جوش میں مسلمانوں نے عملاً اسلام کو بالکل نظرانداز کر دیا ہے اور ثانوی حیثیت دے کر فرقے، مسلک اور مذہب کو اولین حیثیت دے دی ہے۔ جس کی بناء پر مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور یگانگت کے لازوال رشتے قائم نہ کئے جاسکے۔ علامہ اقبال مسلمانوں کی مشترکات کے ضمن میں اتحاد پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک　　　ایک ہی سب کا نبی، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک　　　کیا بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

## قرآن وسنّت کی روشنی میں اتحاد کی اہمیّت:

قرآن مجید کی آیات کریمہ میں ایسے لطیف و ظریف مضامین ہیں کہ انسان کو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ ہر وہ چیز جس سے مسلمانوں میں اتحاد پیدا ہو سکتا ہے اور ان کے لئے مایہ سعادت و خوش بختی ہو سکتی ہے اسے بیان کر دیا گیا ہے لیکن مسلمان اس سے غافل ہیں باوجودیکہ ہم قرآن تو پڑھتے ہیں اس کی تفسیر بھی سنتے ہیں۔ قرآن بارہا کہہ رہا ہے کہ مسلمان ایک امت ہیں اور یہ اسلام کی ضروریات میں سے ہے۔ ایک امت کا مطلب یہ ہے کہ اپنے درمیان اتحاد قائم رکھیں۔ اتحاد یہ نہیں کہ سب مسلمان ایک صف میں کھڑے

ہوں بلکہ سب ایک سلسلہ سے متمسک ہوں اور وہ سلسلہ اصل توحید، اصلِ نبوت اور اصلِ معاد ہے اور ہر وہ چیز جو قرآن میں ہے اور جسے رسول لے کر آئے ہیں وہ مشترک جامع اصل، عقیدہ کا اشتراک ہے۔
مشترک جامع اصل سے ہماری مراد اسلام کے وہ قطعی اصول ہیں جن پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے جو کتاب و سنت سے قطعی طور پر ثابت ہیں۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن کے قوانین کی پابندی کرنی چاہیے۔ سیاست، معاملات، احکام قضاوت، قصاص اور دیات میں اجمالی طور پر سبھی متفق ہیں۔ اسی لئے قرآن مجید مسلسل لوگوں کی ضمیروں کو جھنجھوڑ رہا ہے کہ تم ایک ملت ہو اور تمہارے لئے ایک دین منتخب کیا گیا ہے۔
جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ(20) یعنی: "یہ تمہاری امت، بے شک امتِ واحدہ ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں، لہٰذا میری عبادت کرو۔" ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے: شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ....(21) یعنی: "اس نے تمہارے لئے دین کا عمی دستور معین کیا جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔۔۔"
اس آیت کریمہ کے مطابق اللہ تعالی نے تمام انبیاء کو وحدت اور تفرقہ نپ پھیلانے کا حکم عام کرنے کی وصیت فرمائی۔ لیکن لوگوں نے اس ایک پیغام کو اپنی اپنی خواہشات و مفادات کے تحت کچھ بڑھا کر کچھ گھٹا کر مختلف فرقے بنا دیے۔ یہی حال امت اسلام کا ہوا۔ حالانکہ امت اسلامی کے درمیان پائے جانے والے عقیدتی و فقہی تاریخی اختلافات، فتنہ و فساد سب قابل حل ہیں۔ فقط علمی، عقلی اور منطقی بحث و گفتگو کی ضرورت ہے۔ آج ہمارے جزئی اختلافی مسائل دشمنوں کے حملوں کی زد میں نہیں ہیں بلکہ نبوت و قرآن اور مسلمانوں کے اتفاقی مسائل دشمنوں کے حملوں کی زد پر ہیں۔ حالانکہ قرآنی ایات کے مطالعہ سے یوں لگتا ہے کہ قرآن کا موضوع ہی اتحاد و وحدت ہے۔ مسلمانوں کو آپس میں پیکر واحد قرار دیا گیا ہے۔ ایک مسلمان کی غمی یا خوشی پورے عالم اسلام کو غمزدہ و خوشحال بنا دے جس طرح اگر جسم کے کسی عضو میں درد و تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم پریشان رہتا ہے۔
نبی مکرمؐ کا یہ فرمان ہے کہ: من سمع رجلا ینادی یا للمسلمین فلم یجبه فلیس بمسلم(22) یعنی: "اگر کوئی مسلمانوں کو مدد کے لئے پکارے اور وہ لبیک نہ کہے وہ مسلمان نہیں ہے۔ یا جسے مسلمانوں کے امور کی

اصلاح کی فکر نہ ہو وہ مسلمان نہیں ہے۔"یہ حدیث بھی آپؐ سے نقل ہوئی ہے کہ فرمایا: "من اصبح لا یھتم امور المسلمین فلیس بمسلمٍ" (23)آیا ہم کرہ ارض پر بسنے والے مظلوم و ستمدیدہ مسلمانوں کی خبر لیتے ہیں؟ کیا مظلوم مسلمانوں کی چیخ و پکار اور گریہ و بکاء کے پس منظر میں ایک مسلمان کو اپنے مصلح اعظم ﷺ کی کم از کم یہ احادیث بھی یاد نہیں رہتی ہیں۔

آنحضرت ﷺ کا روئے سخن کیا ہم (مسلمان) نہیں؟ کیا ہم مظلوم مسلمانوں کی دامے درمے قدمے سخنے مدد کرتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر ہمیں اپنے مسلمان ہونے کے بارے میں سوچنا ہوگا کہ آخر ہم مسلمان ہیں بھی یا نہیں؟ آخر مسلمان قوم کب بیدار ہو گی؟ آج عالم اسلام متحد ہوتا تو مسلمانوں کا قبلہ اول غیروں کے ناپاک پنجوں تلے آخری سانسیں نہ لیتا اور مسلمان متحد ہوتے تو دشمنانِ اسلام قرآن، مساجد اور مقدسات دین و بالاخص ختمی مرتبت کی توہین درکنار سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ مگر افسوس! آج مسلمان باہمی اختلافات اور باہمی نفرت و عداوت میں دور جاہلیت کی یاد تازہ کر رہا ہے اور اسلام کو سرنگوں کرنے کے لئے شیطانی قوتوں نے مسلمانوں کے لبادے میں اپنے آلہ کار سرگرم کئے ہوئے ہیں۔ یہ اسلام دشمنی آغاز اسلام سے ہی دشمنان اسلام یہود و ہنود اور کفار و مشرکین کی زندگی کا مقصد رہی۔ بالخصوص یہودی دشمنی میں پیش پیش رہے ہیں اور اس کے برعکس قرونِ وسطیٰ کے مسلم ممالک میں یہودیوں کو شاذ و نادر ہی قتل و بے دخلی کا سامنا کرنا پڑا انہیں عمومی طور پر مذہب اور کوئی بھی پیشہ اختیار کرنے کی آزادی حاصل تھی (24)۔

آج بھی مسلمانوں کو منتشر کرنے کے درپے ہیں اور ہم مسلمان بقولِ امام خمینی آج بھی ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے اور کھولنے پر الجھ رہے ہیں جبکہ دشمن ہمارے ہاتھ کاٹنے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے۔ ہمیں فرقہ پرستی، نسل پرستی، زبان پرستی اور علاقہ پرستی کو چھوڑ کر قومی یکجہتی اور اتحاد بین المسلمین کا راستہ اپنا کر اسلام و مسلمین کے مشترکہ دشمن کا مقابلہ کرنا ہوگا اور دشمن سے کسی قسم کی مدد حاصل کرنے کے بجائے صرف اور صرف اپنے خدا کے فضل و کرم پر اور اپنے وسائل پر انحصار کرنا ہوگا۔ مسلمانو! آپس میں محبت و شفقت پیدا کرو جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (صحابہ کرام) آپس میں مشفق و مہربان تھے اور کفار پر سخت گیر تھے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُم (25)

پس مفہوم وحدت بس میں یہ نہیں کہ آپس میں دوستی، محبت کو برقرار رکھیں بلکہ عملی طور پر متحد ہو کر قرآن و اسلام اور اس کے اصول سے دفاع کی خاطر دشمن اسلام کے سامنے شمشیر بکف ہو جائیں۔ قرآن و حدیث کے

مطابق وحدت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ وحدت نام ہے اُمت واحدہ اور اسلامی اخوت کا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یداللہ مع الجماعۃ ۔ یعنی: "اللہ کا ہاتھ جماعت اور متحد لوگوں کے سروں پر ہے۔ "یہی روایت حضرت عبداللہ بن عمر سے بھی نقل ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انّ اللہ لایجمع امتی علی ضلالۃ ید اللہ مع الجماعۃ و من شذ شذ الی النار (26) یعنی: "اللہ میری امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور گمراہی پر اس لئے جمع نہیں ہوں گے کہ اللہ کی حفاظت کا ہاتھ ہمیشہ جماعت کے اوپر ہوتا ہے۔"

یہاں یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ ایک ایک بندے پر ہوتا ہے بلکہ فرمایا جماعت (اتحاد) پر ہے۔ جو شخص مسلمانوں کی جماعت سے ایک ایک کرکے الگ ہوگا، اللہ کی حفاظت کا ہاتھ اس کے سر سے اٹھ جائے گا۔ قرآن کو صحیح مفہوم کے ساتھ اور احادیث رسول ﷺ کو بھی مفہوم کے ساتھ پڑھنے مطالعہ کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ مفاہیم قرآن وحدیث پر غور کرنے سے زندگی سنور جائے گی اس لئے میں اس مقالہ میں اتحاد کے سلسلے میں قرآن کی روشنی میں اپنی گوہر گرانقدر تحریر کو اتحاد کی لڑیوں میں پروتا ہوں۔ اس لئے کہ قرآن پہلا محور اتحاد ہے اس کے بعد رسول اکرم ﷺ کی سیرت اور آنحضرت کی تاریخ اور خانہ کعبہ کا حج ہے۔ یہ وہ مخصوص محور ہیں جس طرح اہل کتاب اور اہل قرآن (مسلمان) کے لئے اتحاد کا مرکز محور ذات احدیت ہے۔

پس جس طرح ہمارا پالنے والا ایک ہے، ہمارا خدا ایک ہے، تو چاہیے ہم اہل وحدت بھی ہوں۔

لیکن کیسے؟ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے: "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا" یعنی ہم سب ایک رسی سے جڑے رہیں جو خدا کی رسی ہے۔ بقول سید ابوالاعلیٰ مودودی: اس لئے کہا گیا ہے کہ یہی وہ رشتہ ہے جو ایک طرف اہل ایمان کا تعلق اللہ سے قائم کرتا ہے اور دوسری طرف تمام ایمان لانے والوں کو باہم ملا کر ایک جماعت بناتا ہے۔ (27)

اسی طرح سورہ نساء میں اہل ایمان کی صفت یہ ہے کہ: اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ (28) یعنی: "مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی، اپنی اصلاح کی اور اللہ سے تمسک رکھا اور اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کیا۔" سورہ حج میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ" (29) یعنی: "پس نماز قائم کرو اور زکات دو اور اللہ سے تمسک رکھو!"

یاد رہے سورہ آل عمران کی آیہ شریفہ ۱۰۳ کو اللہ نے اس وقت نازل کیا جب مدینہ منورہ میں صدیوں سے برسرپیکار دو مسلم قبیلوں اوس و خزرج کے درمیان رحمت اللعالمین تاریخی صلح کرادی تو فتنہ پرور یہودی

شاس بن قیس نے دونوں مسلمان قبیلوں کو بھڑکا کر پھر انہیں آپس میں لڑوانے کی سازش کی۔ اس سازش کو ناکام بناتے ہوئے اور ان مسلم قبیلوں کو تنبیہ کرنے آیت نازل ہوئی کہ رسول اللہ کی موجودگی میں جھگڑے کا کیا جواز ہے؟ (30) پھر مسلمانوں کو تقویٰ کی دعوت اور دین اسلام سے متمسک اور گذشتہ نسلی اختلافات کے مقابلے میں برادری اخوت کا حوالہ دے کر ہر طرح کے اختلافات سے روکا گیا ہے۔

## فرقہ بندی کے نقصانات:

فرقہ بندی اور گروہ بندی چاہے کسی بھی سطح کی ہو کبھی مفید نہیں ہو سکتی۔ گروہ بندی، فرقہ واریت اور انتشار، کمزوری اور نقصان کا باعث ہوتا ہے۔ رسول ﷺ کی وفات پر امت آپس کے اختلاف کا شکار ہو گئی اور یہ اختلاف روز بروز بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک گروہ دوسرے کی طرف کفر و شرک کی نسبت دینے لگا اور دشمنان اسلام نے موقع کو غنیمت جان کر مسلمانوں کے درمیان فاصلہ ڈالنے اور فرقہ واریت پیدا کرنے کے لئے کمر باندھ لی۔ بالآخر دشمن کافی حد تک کامیاب بھی رہا۔ اتحاد اور اجتماعت کے فقدان کی وجہ سے بعض اوقات ایسی صورتحال پیدا ہوتی ہے کہ گروہ در گروہ، جماعت در جماعت کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے یہ فرقہ بندی کا بدترین دور ہوتا ہے۔ ایسے ہی وقت میں بدامنی، لاقانونیت، لوٹ کھسوٹ، قتل و غارت گری اور کئی دوسری برائیاں جنم لیتی ہیں اور یوں معاشرہ جہنم نظیر بن جاتا ہے۔

قرآن کے فرامین میں غور کرنے سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ صراط مستقیم، حبل اللہ، دین اسلام اور راہِ حق سے الگ سوچ اور نظریہ اپنا لینا فرقہ بندی ہے۔ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے: وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (31) یعنی: "اور یہ (صراط مستقیم) میرا راستہ ہے۔ اسی پر چلو اور دوسرے راستوں کے پیچھے نہ پڑو، ورنہ تمہیں اللہ کے راستے سے علیحدہ کر دیں گے؛ اللہ نے تمہیں اسی امر کی وصیت کی ہے، شاید کہ تقویٰ اختیار کرو۔"

سورۃ انعام میں ارشاد ہوتا ہے (اے رسول) جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ پیدا کیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ان سے آپ کا کوئی تعلق نہیں (32)۔ یعنی آپ کا ان سے کوئی رابطہ نہیں اور ان کا بھی آپ کے دین سے کوئی رابطہ نہیں۔ آپ کا دین توحید اور وحدت کا دین ہے اور ان کا دین تفرقہ اور اختلاف کا ہے۔ واضح رہے یہ آیتیں کسی خاص زمانہ یا خاص افراد کے لئے نہیں بلکہ عمومی حکم ہے جو تفرقہ پھیلائے۔ اختلاف کا بیج بو کر متحد

انسانوں کے شیرازے کو منتشر کرنے والے کا حساب خدائے منتقم کے ہاتھ میں ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: "خبردار! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے تفرقہ پیدا کیا واضح نشانیوں کے آجانے کے بعد بھی اختلاف کیا کہ ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔"(33) یقینا اتحاد فتح و کامرانی کا ضامن اور اختلاف و تفرقہ کمزوری او شکست کا پیش خیمہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے: وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ یعنی: "اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں اختلاف نہ کرو، ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو، اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔(34)

اللہ تعالی نے ہمیں ان بہترین الفاظ کے ذریعے سے اختلاف بین المسلمین سے منع فرمایا۔ ولا تنازعوا میں لفظ "تنازعوا" باب تفاعل سے ہے جس کا مادہ نزع ہے جس کا معنی کھینچنا۔ اللہ تعالی یہ نہیں کہہ رہا ہے کہ آپس میں اختلاف نظر نہ رکھو۔ ہر کوئی صاحب مغز ہے پس سوچتا بھی ہے اور ہر کسی کی منفرد سوچ اور فکر بھی ہے پس افکار کو جمع کیا جانا چاہئے تاکہ مطلب پختہ ہو۔ بلکہ فرمارہا ہے "ولا تنازعوا" یعنی ایک دوسرے کے خلاف کھینچا تانی نہ کرو۔ اگر کھینچا تانی کروگے تو" فتفشلوا" ضعیف اور کمزور پڑ جاؤ گے "وتذھب ریحکم" یعنی تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ یعنی کنایتاً اشارہ خداوندی تمہاری شان و شوکت چلی جائے گی پھر ہوا تمہارے پرچم کو نہیں لہرائے گی بلکہ مسلمانوں کے مشترکہ دشمن کے پرچم کو لہرائے گی اور دشمن ڈیڑھ ارب مسلمانوں پر بزور اپنی رائے مسلط کریں گے۔

لہٰذا ہم مشترکہ دشمن اور سپر طاقتوں کے مقابلے میں آپس میں جنگ نہ کریں اور نہ سپر طاقتوں کے اتحاد قائم کریں بلکہ ضروری ہے کہ تمام مسلمان جو لاالہ اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھتے ہیں باہم متحد ہو کر دشمنان اسلام کا مقابلہ کریں۔ یہی وحدت کلمہ (اتحاد بین المسلمین) ہے۔ آج ہم میں سے ہر ایک کو مسلمان بننے کی سعی کرنی چاہیے۔ آج ہمیں عالم اسلام و مسلمین جہاں کی درد کی دوا کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے اور وہ ہے اتحاد۔ اگر ہم آپس میں لڑتے رہے، ایک دوسرے کو قتل کرتے رہے تو نتیجہ یہ ہوگا ہمارا وجود مختلف ممالک سے تدریجاً اس طرح محو ہو جائے گا جس طرح اسپین سے ہمارا وجود فنا کر دیا گیا۔ جس طرح آج فلسطین سے مسلمانوں کو نکالا جا رہا ہے اور آج یہ کوشش پوری دنیا میں جاری ہے کہ ہمارے وجود کو فنا کر دیا جائے۔

نہ سمجھوگے تو مٹ جاؤگے اے غافل مسلمانو تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں !

آج ہندو قوم کی وحدت کی ضامن، محض "دھرتی ماتا" ہے، حالانکہ فکری و عملی لحاظ سے ان کے ہاں ہزاروں تضادات پائے جاتے ہیں۔ مثلاً "آریہ سماج" بت پرستی کے مخالف ہیں اور بت خانوں کی تعمیر کو ناجائز سمجھتے ہیں اور "سناتن دھرمی" بت پرستی کو دین سمجھتے اور بت خانوں کی تعمیر کو باعث ثواب سمجھتے ہیں۔ "کائستھ" باقاعدہ گوشت کھاتے ہیں، حالانکہ دیگر ہندو، گوشت، بالخصوص گائے کا گوشت نہیں کھاتے۔ غرضیکہ اس قسم کے تضادات "ہندو دھرم" کے ماننے والے فرقوں میں بکثرت پائے جانے کے باوجود ایک دوسرے سے کبھی متصادم نہیں ہوتے۔ "ہولی" ، "دیوالی"، "دسہرے" کے جلوس نکالنے والوں سے جلوس نہ نکالنے والے جھگڑا نہیں کرتے۔ ایک دوسرے کے اعمال پر اعتراض ہرگز نہیں کرتے اور نہ اس کے راستے میں رکاوٹ ڈالتے ہیں اور نہ کسی کا راستہ بند کرتے ہیں۔ (35) اے کاش! ہم مسلمان بھی ان اقوام سے سبق سیکھتے۔ غیر مسلم اصولاً منتشر ہونے کے باوجود عملاً متحد ہیں لیکن ہم متحد ہونے کے باوجود، فرقوں میں تقسیم در تقسیم ہوتے جارہے ہیں۔ مسلمانوں کا ضعف، ذلت و خواری کثرت کے باوجود بے وقعت ہونا، منابع ثروت ہوتے ہوئے دوسروں پر انحصار، مسلمانوں سے عالمی سطح پر نفرت، وغیرہ فرقہ واریت کے ناقابلِ تلافی نقصانات ہیں۔

**اتحاد واتفاق کے فوائد**

اتحاد و اتفاق ایک نعمت اور اتحاد مسلمانوں کی شان و شوکت، عزت و وقار میں اضافہ کرتا ہے۔ آپس میں اتحاد کی وجہ سے ہمدردی، اخوت اور محبت پیدا ہوتی ہے۔ ہمت و حوصلہ بھی بڑھتا ہے اور قت و بالا دستی کا باعث ہے۔ مشکل حالات اور جنگوں میں وہ لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو متحد ہوں۔ اللہ تعالی نے اتحاد ویکجہتی کو ایک ہی آیت (آل عمران/ ۱۰۳) میں دو مرتبہ نعمت کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ کیونکہ یہ کوئی معمولی کارنامہ نہیں ہے کہ کل کے عرب جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھیانک جنگیں چھیڑ دیا کرتے تھے خون کی ندیاں بہا دیا کرتے تھے لیکن جب اسلام اور ایمان ان کے دلوں میں جاگزیں ہوا تو وہ اپنے گذشتہ جھگڑوں کو بھول کر ایک دوسرے کے بھائی بن گئے۔ اسی لئے خداوند عالم نے اس کی نسبت خود اپنی جانب دی ہے اور اسے بندوں کے لئے اپنی نعمت قرار دیا ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہم خود کو اتحاد کی تسبیح میں پروئیں اور اتحاد پر مشتمل آیاتِ و احادیث رسول پر عمل کرکے اللہ ورسولؐ کے حضور سرخرو اور نجات سے بہرہ مند ہوں۔

# حوالہ جات


1 ۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۰۳

2 ۔ لوئیس معلوف، المنجد (عربی اُردو)، دارالاشاعت، کراچی، مطبع یازدہم، ۱۹۹۴ء، ص:۱۰۷۱

☆ خلیل احمد فراہیدی، کتاب العین، جوہری الصحاح، ج ۳، مطبع دوئم، موسسہ دارالھجرۃ، بیروت، ۱۴۰۹ق، ص:۲۸۱

☆ زبیدی، تاج العروس، المکتبۃ الحیات، بیروت، ج ۲، ص:۵۲۶

3۔ کتاب فرہنگ ابجدی، ترجمہ المنجد الابجدی، (عربی فارسی)، مترجم: استاد رضا مہیار، مطبع اول، ۱۳۷۰ق، ناشر انتشارات اسلامی، تہران، ص:۱۰

4 ۔ محمد معین، فرہنگ معین، ج ۴، مطبع ۱۴۶۰ش، ص:۴۹۸۹

5 ۔ شیخ مفید، النکت الاعتقادیۃ، دارالمفید، بیروت، مطبع دوئم، ۱۴۱۴ق، ۲۹

☆ طریحی، مجمع البحرین، ج ۴، نشر و فرہنگ اسلامی، مطبع دوم، ۱۴۰۸ق، ص: ۴۷۴

6 ۔ سعید بن علی، وحدت جوامع، مرکز نشر و اسراء، طبع اول، ۱۳۸۰ش، ص: ۱۴

7 ۔ علامہ حلی، فاضل مقداد، باب حادی عشر، الجامع فی ترجمۃ النافع، مترجم: میرزا محمد علی حسین شہرستانی، دفتر نشر معارف اسلامی، طبع سوم، ۱۳۷۶ق، ص۱۱۶

8 ۔ المعجم الوسیط، ج ۱، ۱۳۸۵ش، ص:۱۰۱۷

9 ۔ علوی مقدم، محمد، وحدت در قرآن، مجموعہ مقالات کتاب وحد، بہ نقل از مجلّہ الازہر، ش رمضان المبارک، ۱۳۷۷ھ، ص۴۹

10 ۔ کفایت اردو لغت، ص۳۷

11 ۔ سورہ بقرہ، آیت: ۳۰

12۔ سورہ حشر آیت نمبر: ۷

13 ۔ سورہ آلِ عمران: ۱۰۳۔

14 ۔ شیخ طوسی، ابی جعفر محمد ابن الحسن، التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۲، داراحیاء التراث العربی، ص۵۴۵-۵۴۶

15 ۔ الطبری، شیخ ابی علی الفضل ابن الحسن، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، ج ۱-۲، انتشارات ناصر خسرو، تہران، طبع ۲، ص: ۸۰۳-۸۰۴

16 ۔ سید محمد حسین طباطبائی، المیزان فی تفسیر القرآن، ج ۳، موسسہ اسماعیلیان، قم، الطبعۃ الخامسہ، ص۳۶۹

☆ حافظ عمادالدین ابوالفداء ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، مترجم: مولانا محمد جوناگڑھی، ص:۴۴۶

17 ۔ پروفیسر علی محسن صدیقی، بردۃ المدیح، ص ۶۲

18 ۔ پروفیسر علی محسن صدیقی، بردۃ المدیح، ص ۶۲

19 ۔ علی اکبر ہاشمی رفسنجانی وجمع از محققان، تفسیر راہنما، ج ۲، دفتر تبلیغات اسلامی، قم، طبع ۳، ۱۳۸۹ق، ص: ۵۵۸

20 ۔ سورہ انبیاء: ۹۲۔ وسورہ مؤمنون: ۵۲۔

21۔ سورہ الشوریٰ: ۱۳۔

22 ۔ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی، وسائل الشیعہ، ج ۱۱، ص: ۹

23 ۔ استاد محمد واعظ زادہ خراسانی، پیام وحدت، مجمع جہانی تقریب مذاہب، طبع اول، ص ۲۷۴

24 ۔ Lewis 1999, P131(1984) PP.8,62 یہودیت Ur.wikipedia.org/wiki

25 ۔ سورہ فتح، آیت: ۲۹

26۔ محمد بن عیسیٰ ترمذی، الترمذی فی السنن، ج ۴، کتاب الفتن عن رسول اللہ، باب ماجاء فی لزوم الجماعہ، حدیث ۲۱۶۷، ص: ۴۶۶

27۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، ج ۱، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، طبع چہارم، ص: ۲۷۶

28 ۔ سورہ نساء، آیت: ۱۴۶

29 ۔ سورہ حج، آیت ۷۸

30 ۔ حاشیہ القرآن الکریم، ناشر: مجمع الملک فهد لطباعۃ المصحف الشریف، ص: ۱۶۳

31 ۔ سورہ انعام: ۱۵۳۔

32 ۔ سورہ انعام: ۱۵۹۔

33 ۔ آلِ عمران: ۱۰۵۔

34 ۔ سورہ الانفال: ۴۶۔

35 ۔ مولانا شبیہ الحسنین محمدی، فرقہ پرستی کا زہر، مشمولہ: روزنامہ امن (کراچی)، مورخہ ۱۳؍دسمبر ۱۹۸۷ء، ادارتی صفحہ


*****